

جائیں ہم کہاں جائیں سائیں جی..... کہاں جی کہاں۔“

مرید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

مجھے یوں لگا تازہ قبر کی متی ایک بار پھر اندر کی طرف دھسنے لگی۔

”دیکھو..... قبر دھنس رہی ہے دھنس رہی ہے قبر.....“

مرید نے چیخ ماری اور ڈیر کے طرف بھاگنے لگا۔

میں چپ چاپ جھاڑی کے پاس بیٹھا ترہا قبر آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگی پھر مٹی اندر کی طرف دھسنے لگی اور تھوڑی دیر بعد جہاں پہلے قبر تھی وہاں ایک گڑھا پڑ گیا..... میں کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا۔ اتنے میں آسمان پر ایک کالی گدھ تاروں بھرے آسمان پر لمبے لمبے چکر لگانے لگی آہستہ آہستہ..... پہلے وہ دائروں میں اترتی رہی پھر اس نے آتھ کے ہندسے جیسی اڑانیں اختیار کر لیں اندھیرا بہت ہو چکا تھا لیکن کالی گدھ صاف نظر آرہی تھی دھنسی ہوئی قبر سے نکالیں اٹھا کر میں نے غور سے اس کو دیکھنا شروع کیا۔

دور دور تک پھیلا ہوا تاروں بھرا آسمان اور ایک کالی گدھ جو پران میں نیچے اتر رہی تھی آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں فاسفورس جل رہی تھی دو ٹھنڈے ٹھنڈے بلب بغیر پر پھڑپھڑائے چہرہ نیچے کیے کالی گدھ دھنسی ہوئی قبر کی طرح اتر رہی تھی..... اونچ اونچ ملی میٹر..... آہستہ آہستہ۔

میں شہر کے مشہور سکائی ٹرسٹ کے کلنک سے باہر نکل رہا تھا کہ مجھے آفتاب سڑک پر نظر آیا وہ لمبی سیاہ کار سے اتر رہا تھا ہم دونوں بے ساختگی سے بغلیں ہوئے..... اور درخت کے نیچے کھڑا ہو کر باتیں کرنے لگے۔ پھر یکدم جیسے آفتاب کو کچھ یاد آ گیا۔ وہ بھاگ کر کار تک گیا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے ایک دس سال کے بچے کو باہر نکالا بچہ سہا ہوا اور کمزور تھا اس کا سر باقی دھڑ سے اور آنکھیں چہرے سے بہت بری

تھیں آفتاب نے اسے بازو سے پکڑ کر سڑک کر اس کرائی اور پھر مجھ سے مکا طب ہو کر بولا..... ”میں ذرا اسے ویٹنگ روم میں بٹھا آؤں تم مت جان..... پلیز۔“

جن آفتاب واپس لوٹا تو اس کا چہرہ پہلے سے بھی پریشان تھا۔

”کیا تم مستقل طور پر پاکستان آگئے ہو؟.....“ میں نے سوال کیا۔

”وہاں یا روہاں Hsndicaped بچے کے ساتھ گزارا مشکل تھا۔“

”کیا مطلب؟“

اس کے بیٹے میں کچھ ایسی بات تھی جسے دیکھ کر میں پہلے سے ہی گھبرا گیا تھا۔

”میرا بیٹا افرامیم ذہنی طور پر کچھ نارمل نہیں ہے..... وہاں لندن میں میڈیکل

سہولتیں تو بہت تھیں لیکن وہاں کی تعلیم کلچر..... رنگ و نسل کا امتیاز..... وہاں اتنی

ساری Adjustment ایکل بچے کیسے کر سکتا ہے۔“

”ہوا کیا ہے بچے کو.....“

”اے کو اب آتے ہیں..... یہ عجیب عجیب کو اب دیکھتا ہے پہلے یہ موٹا تازہ

تھا پھر..... ان خوابوں کی وجہ سے اس کا وزن گھٹنے لگا..... آدھا آدھا گھنٹہ ایک ہی

پوزیشن میں بیٹھا رہتا..... ہے ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ Catatonic حالت ہے“

آفتاب کی آواز اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

”افراہیم کہا ہے کہ اس نے چاند کو دو ٹکڑے پوتے دیکھا ہے..... وہ اپنے آپ کو

..... دنیا کا نجات دہندہ سمجھتا ہے..... کبھی کبھی وہ فر فر عربی بولنے لگتا ہے..... کبھی

..... عبرانی میں باتیں کرتا ہے..... میں..... اس کے خوابوں سے تنگ آ گیا ہوں قیوم

..... وہ کہتا ہے کوئی فرشتہ اسے پھل کھلانے آتا ہے۔“

تنے کے ساتھ آفتاب نے یوں ٹیک لگالی جیسے جسم کا بوجھ اس کے لیے اٹھانا

ناممکن ہو۔

”یہ سب کس چیز کی سزا ہے؟..... کیا مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے کیا میرے

باپ داد کے گناہ نے اسے گھیرے میں لے لیا ہے۔“

کیا واقعی باپ داد کے گناہ Gene mutation کی صورت میں افراہیم پر اثر انداز ہوئے تھے کیا اس کے آبا اجداد نے کیا آفتاب نے کبھی رزق حرام سے اپنے Genes کی ساخت کو اس حد تک متاثر کر دیا تھا کہ آنے والی نسلوں میں دیوانہ پن ظاہر ہونے لگا تھا؟

چھوٹا سا افراہیم دیوانگی کو ورثے میں لایا تھا؟
وہ عشق لا حاصل کے نتیجے کے طور پر تو دیوانہ نہ ہوا تھا؟
جستجو کے آثار بھی اس کی دیوانگی کا باعث نہ تھے۔
پھر پھر؟

کیا موت کا خوف چھوٹے سے بچے کو ہو سکتا ہے؟
ہم دونوں خاموش کھڑے رہے۔

”یہ کس بات کی سزا ہے قیوم بتاؤ؟ تم ہماری جماعت میں سب سے ذہین تھے
بتاؤ یہ کس جرم کی سزا مل رہی ہے مجھے؟“
ہم دونوں پھر خاموش ہو گئے۔

”تمہارا کیا خیال ہے کیا بد دعا میں اتنا اثر ہے.....“ آفتاب نے مجھ سے سوال کیا۔

”نہیں سیسی ایسی نہیں تھی.....“ میں نے اسے تسلی دی

اس وقت وہ زرد روٹ کا کلنک سے باہر نکلا اور برآمدے کے ستون سے لگ کر کھڑا
ہو کر آسمان کو تنکے لگا اس کا چہرہ آنکھوں کے مقابلے میں بہت چھوٹا تھا اور سر جسم کے
تناسب سے بہت بڑا تھا وہ چھوٹا سا لڑکا عجیب طور پر سیسی سے مشابہ تھا.....

”اب یہ اسی طرح کھڑا رہے گا آدھا گھنٹہ پونا گھنٹہ سارا دن۔“

میں نے آفتاب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا..... ”آفتاب جو لوگ

اپنے اپ کو نارمل سمجھتے ہیں انہیں دیوانگی سے بہت ڈر لگتا ہے..... میں بھی نارمل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ اس جسم کے ساتھ مادی زندگی بسر کرنے کا یہی آسن طریقہ ہے..... اسی لیے یہاں آتا ہوں کلنگ پر..... لیکن دیوانگی نے انسانیت کو سب کچھ عطا کیا ہے..... ہر دیوانے آدمی نے..... دیوانگی کی ایک اور جہت ہے..... صرف ہم کو اس کا اور اک نہیں ہے..... جس طرح جسم کی بیماری سے ہم خوفزدہ ہوتے ہیں تو ہسپتال کو دوڑتے ہیں ڈاکٹروں کی طرف بھاگتے ہیں..... روح جب لنکڑی لولی ہوتی ہے تو ہم ایسے ہی خوف زدہ ہوتے ہیں حالانکہ جب روح Boundry کر اس کر جاتی ہے تو انسانیت کے لیے یہی دیوانہ پن رحمت بن جاتی ہے..... میں اس سارے دائرے پر گھوم چکا ہوں..... یقین مانو آفتاب..... ہر دیوانگی پاگل پن نہیں ہوتی نہیں ہوتی..... نہیں ہوتی ہر دیوانہ آدمی ننگ انسان نہیں ہوتا۔“

”تھینک یو تھینک یو..... تھینک یو۔“

”جس طرح بیماری موت کی وادی میں اترتی ہے..... جسم ریخت کا شکار ہو کہ اسرار کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے ایسے ہی دیوانگی..... انتہا کی ہو تو عرفان کی سرحدوں کو چھو نے لگتی ہے پھر مادہ شکل میں بیکار ہو جاتا ہے..... تم اعتبار کرو تمہارا افرایم پاگل نہیں یہ ہے ایک اور سمت میں دیکھ سکتا ہے اس کی وہ کھڑکیاں کھل رہی ہیں..... جو عام صحت مکند نارمل آدمی میں بند ہوتی ہیں..... یہ دونوں ابروؤں کے درمیان میں سے دیکھ سکتا ہے تم اسے عرب کے صحراؤں میں لے جاؤ..... وہاں اس کے لیے بہت کچھ ہے..... اسے شیر سے مشابہ جبل النور کے سامنے لے جانا..... یہ تمہیں اس پہاڑ کو دیکھتے ہی وہ سب کچھ بتا دے گا..... جو کوئی ماہر نفسیات آج تک نہیں بتا سکا..... جو کوئی سائنس دان سوچ بھی نہیں سکا..... چاہو تو اسے رفتہ رفتہ سیڑھی سے اتار کر عام پاگل خانے میں..... ان پاگلوں کے ساتھ بند کر دینا جو مادی دنیا پر بوجھ ہیں

ہو سکے تو اسے..... اسے وہاں لے جانا جہاں لوہے کے ہم شکل پہاڑ ہیں سارے
 میں عصر کے وقت گلابی ہوا چلتی ہے..... خدا کے لیے یقین کرو جسم کی بیماری دو قسم کی
 ہوتی ہے ایک بیماری وہ ہے جو..... جسم کو لا غرق نجیف کرتی ہے دوسری بیماری سے
 شفا یاب ہونے پر انسان دو گنا تندروست ہوتا ہے اور دیر تک تندروست رہتا ہے
 جیسے جسم میں تازہ خون شامل ہو گیا ہو..... دیوان پن بھی دو طور کا ہے یک پاگل پن
 کی وہ قسم ہے جس سے روح قلب دماغ سب کمزور ہوتے ہیں..... دوسرا دیوانہ ہن
 وہ ہے..... جس سے روح میں توانائی آتی ہے وہ ایک ہی جست میں کئی کئی منزلیں
 پار کرتی ہے..... خدا کے لیے مجھ پر یقین کرو..... تمہارے بیٹے کا دیوانہ دوسری قسم
 ہے..... میرا ایمان ہے۔“

اس وقت ابراہیم ہم دونوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بالکل زرد تھا
 آفتاب نے میرا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے کہا..... ”اسے دورہ پڑنے والا ہے میں جانتا
 ہوں۔“

”وہ دیکھئے ابو وہ دیکھے آپ کو گنبد نظر نہیں آتا..... آنٹی اقبال نے جو ساڑھی امی کو
 دی تھی اس کا رنگ کا..... Greenish blue..... ابو آپ کو نظر نہیں آتا وہ گنبد
 اس کے Done کے نیچے چودہ طاق ایک طرف..... اور..... وہ دیکھے ابو! کبوتر
 اڑ رہے ہیں مدینے کی سڑکوں پر لوگ بھاگ رہے ہیں اس گنبد کی طرف..... روسی
 امریکی..... افریقی..... اذان ہو رہی ہے ابو..... آپ کو لوگ بھاگتے ہوئے نظر نہیں
 آتے؟ کیا آپ واقعی اذان کی آواز نہیں سن سکتے..... وہ دیکھے..... چار موذن ایک
 وقت میں اذان دے رہے ہیں..... آپ نہیں سن سکتے کیا؟“

”یہ بچہ مدینے شریف گیا ہے؟“

آفتاب نے نفی میں سر ہلایا۔

”ہم لندن سے سیدھے یہاں آ رہے ہیں۔“

”وہ دیکھئے ابو وہ..... ابو..... دیکھیے کون اتر رہا ہے چاند سے؟“ ہم دونوں نے چاند کی طرف دیکھا عصر کے وقت کا پھیکا چاند آسمان پر گرم سم بیٹھا تھا جیسے افراہیم نے اس کا کوئی بہت بڑا بھید فاش کر دیا ہو۔

اس وقت کنک کی عمارت کے پیچھے سے اذان کی آواز فیڈ ان ہونے لگی آفتاب نے جیب سے رو مال نکال کر اپنی آنکھوں پر دھے لیا افراہیم کچھ دیر کا نپتا رہا اور پھر منہ کے بل سجدے میں گر گیا۔

افراہیم خوابوں کی آخری سیڑھی پر سر بسجود تھا۔
میں پاگل پن کی پہلی اور اسفل ترین سیڑھی پر محبوب کھڑا تھا۔
اور ہم دونوں کے درمیان انسان کا مسئلہ ارتقاء کھنچی کمان کی مانند تنا ہوا تھا انسان کو اینب نارمل سے سو پر نارمل تک پہنچنے کے لیے جانے ابھی کس کس منزل سے گزرنا ہے؟

ختم شد۔